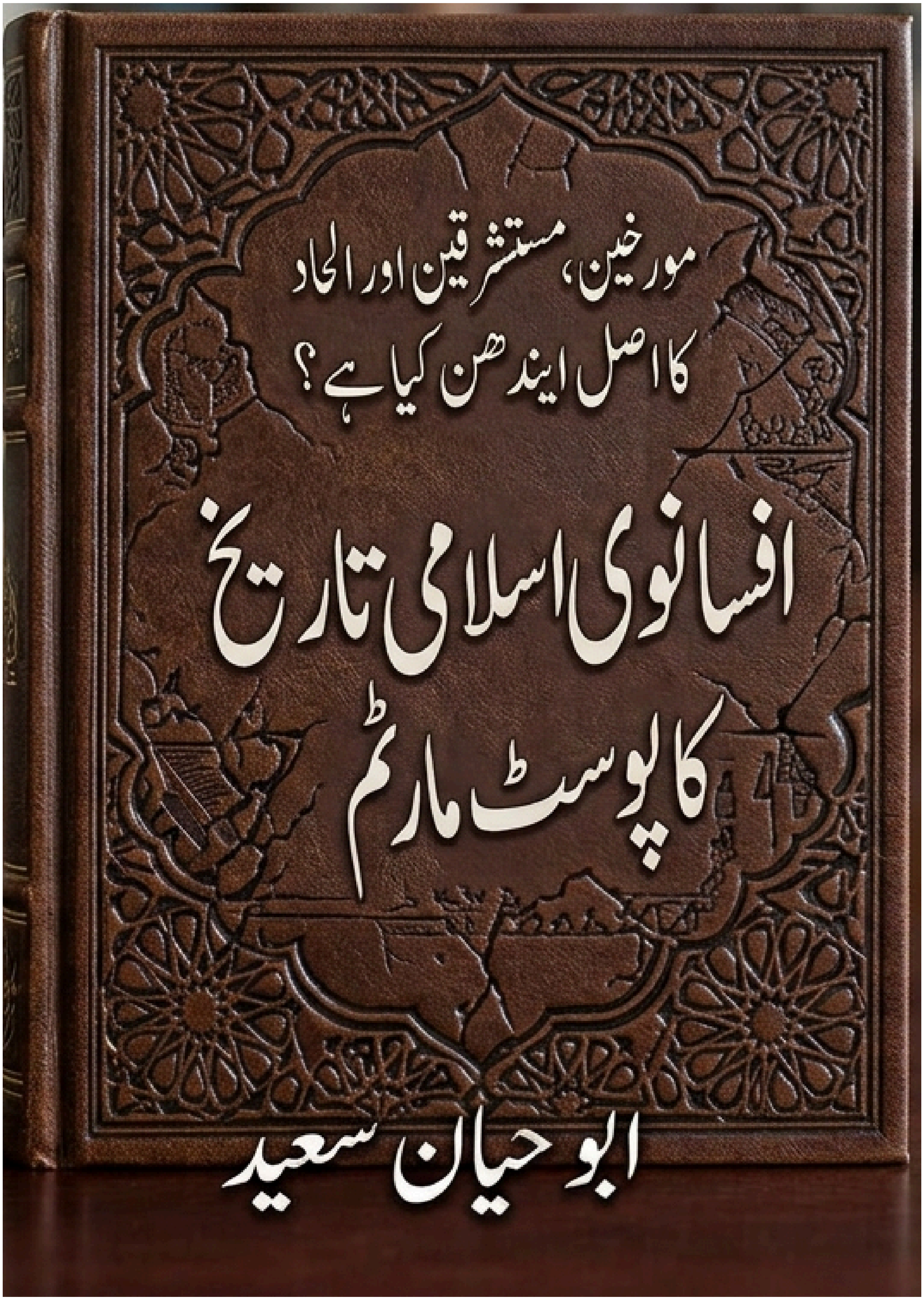

مورخین، مستشرقین اور الحاد
کا اصل ایندھن کیا ہے؟
افسانوی اسلامی تاریخ
کا پوسٹ مارٹم
ابو حیان سعید

افسانوی اسلامی تاریخ کا پوسٹ مارٹم:
مورخین ، مستشرقین اور الحاد کا اصل ایندھن کیا ھے ؟

ابو حیان سعید

مستشرقین اور ملحدین کا سارا اسلام مخالف پروپیگنڈا کسی بیرونی مآخذ پر نہیں، بلکہ خود مسلمانوں کی اپنی لکھی ہوئی ان تاریخی کتب پر کھڑا ہے جنہیں صدیوں سے "مقدس اثاثہ" بنا کر سینے سے لگایا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عراقی، ایرانی اور خراسانی مجوسی قصہ گو راویوں نے اصحابِ رسول کے مابین جنگ و جدل ، قتل مقاتلوں اور دنگے فساد کے ایسے من گھڑت افسانے تراشے جنہوں نے اسلام کے پورے تاریخی تشخص کو مسخ کر کے رکھ دیا۔

1. مرکزی راویوں کا کذب اور اخلاقی دیوالیہ پن

اگر کوئی شخص سقیفہ، جمل ، صفین یا کربلا کی تفصیلات پڑھنا چاہے، تو اسے لازمی طور پر ابو مخنف (لوط بن یحییٰ) اور سیف بن عمر تمیمی جیسے کذابوں کے دالان سے گزرنا پڑتا ہے، جن کا اپنا علمی و اخلاقی وجود ہی مشکوک ہے۔

- **ابو مخنف:** تمام ائمۂ جرح و تعدیل (جیسے ابن معین، دارقطنی اور ذہبی) کے نزدیک متفقہ طور پر "متروک"، "ناقابلِ اعتماد" اور محض ایک افسانہ نگار ہے۔ مفروضہ مشاجراتِ صحابہ کا شاید ہی کوئی ایسا فتنہ ہو جس کا تانا بانا اس شخص کے جھوٹ سے نہ ملتا ہو۔
- **سیف بن عمر:** یہ وہ شخص ہے جس نے تاریخ کو رنگین اور ہولناک داستانوں میں بدلا۔یہ کذاب سیف بن عمر ایک اور عظیم الشان جھوٹے ابن جریر طبری کا پسندیدہ تھا۔ سیف بن عمر کی روایات بنیادی طور پر **ابن جریر الطبری** کی "تاریخ الرسل والملوک" کے ذریعے دنیا تک پہنچی ھیں۔
  ائمہ نے اسے "متروک" اور "متہم بالکذب" (جھوٹ کا متہم) قرار دیا ہے۔

جب تاریخِ اسلام کی 90 فیصد سے زائد تفصیلی روایات ایسے راویوں پر منحصر ہوں جنہیں محدثین نے ملعون اور جھوٹا قرار دیا، تو ان داستانوں کو "تاریخِ اسلام" کہنا بذاتِ خود علم اور عقل کے ساتھ سب سے بڑا مذاق ہے۔

2. قرآن اور درایت کے اصولوں پر کاری ضرب

ان تاریخی کتب کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ ان کا متن قرآن مجید کے واشگاف اعلانات اور درایت (Content Analysis) کے بنیادی قوانین سے براہِ راست ٹکراتا ہے۔

- **سقیفہ کا من گھڑت نقشہ:** روایات یہ شرمناک تصویر کھینچتی ہیں کہ معاذ اللہ رسول اللہ ﷺ کی تدفین کو چھوڑ کر صحابہ اقتدار کی جنگ کے لیے جمع ہو گئے اور ایک دوسرے کو دھمکیاں دینے لگے۔ یہ افسانہ ان کی شانِ ایثار اور قرآنی گواہی کی صریح توہین ہے۔
- **جمل و صفین کی حقیقت:** روایات کا دعویٰ ہے کہ جن صحابہ کو قرآن نے تقویٰ کے لیے منتخب (وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ) فرمایا تھا، وہ چند دنوں کے اندر ایک دوسرے کے خون کے پیاسے بن گئے اور ہزاروں کو قتل کر دیا۔ عقلِ سلیم اور قرآن اس متوازی اور متضاد تاریخ کو قبول کرنے سے صاف انکار کرتے ہیں۔

قرآن گواہی دے رہا ہے کہ صحابہ آپس میں انتہائی رحم دل (**رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ**) تھے۔ اب فیصلہ مسلمانوں کو کرنا ہے کہ ان کے لیے اللہ کا الہامی بیان مقدم ہے یا طبری و واقدی کی جمع کردہ عراقی و خراسانی زبانی داستانیں؟

3. روایات کا شرمناک تضاد اور شیطانی آمیزش

مسلمان صدیوں سے ایسے محدثین اور مؤرخین کی شرمناک اور توہین آمیز کہانیوں کا بوجھ اٹھائے گھوم رہے ہیں جن میں مقامِ رسالت کو گرا کر پیش کیا گیا:

- کبھی رسولِ کریم کی شادی 25 سال کی عمر میں ایک 40 سالہ خاتون سے کروا دی جاتی ہے، تو کبھی 53 سال کی عمر میں ایک 9 سالہ بچی سے۔
- کبھی کسی غزوہ کے دوران جنگی قیدی بن کر آنے والی خاتون کے حسن و جمال کے قصے بنا کر معاذ اللہ حضور ﷺ سے جبریہ شادی منسوب کر دی جاتی ہے۔
- کبھی رسول اللہ ﷺ سے متعہ جیسی غلاظت کی اجازت دلوا رہے ہوتے ہیں، تو کبھی اس پر پابندی لگواتے ہیں۔
- حد تو یہ ہے کہ ان مجوسی داستانوں نے وحی الٰہی کی تصدیق کے لیے رسول اللہ ﷺ کو ایک عیسائی/یہودی ورقہ بن نوفل کا محتاج بنا دیا!
- کبھی رسول اللہ ﷺ پر کسی آوارہ یہودی چھوکرے کے جادو کا افسانہ گھڑا جاتا ہے، تو کبھی مرض الموت میں وحی مکمل ہونے کے باوجود رسول پاک سے مزید کچھ لکھوانے پر صحابہ کا اصرار دکھایا جاتا ہے۔

آخر یہ کون لوگ تھے جن کو نہ رسالت کے مقام کا ادراک تھا نہ نبوت کی عظمت کا علم؟ کہاں سے امپورٹ کی گئی تھی یہ محدثین اور مؤرخین کی کم عقل، کم ظرف اور خبیث شیطانی مخلوق؟

4. معاصر مآخذ اور کتبات کی خاموشی

اگر جدید اکیڈمک اور سائنسی مآخذ (Contemporary Inscriptions & Archaeology) کا جائزہ لیا جائے، تو ساتویں صدی عیسوی (پہلی صدی ہجری) کے کسی بھی معاصر غیر مسلم ریکارڈ، پپائرس، عیسائی یا زرتشتی کتبے میں اس طرح کی کسی عظیم خانہ جنگی یا صحابہ کے مابین ایسے ہولناک دنگے فساد کا کوئی نام و نشان تک نہیں ملتا۔

یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ تمام ہولناک کہانیاں بعد کے ادوار میں (خصوصاً عباسی دور کے کوفہ اور بغداد میں) خالصتاً سیاسی اور فرقہ وارانہ مقاصد کے لیے وضع کی گئیں۔

مستشرقین کے "قیمتی ہیرے" اور مؤرخین کی اندھی تقلید

مغربی مؤرخین، مستشرقین اور ملحدین جن شخصیات کو "اسلامی تاریخ کا ستون" سمجھتے ہیں، وہ اصل میں افسانہ گوئی کے سوا کچھ نہیں تھے۔ اسلامی تاریخ کی کہانیاں ابن اسحاق، الواقدی، ابن ہشام، ابن سعد، اور طبری جیسے قصہ گو اور مشکوک افراد کی زبانی و مفروضہ روایتوں پر مبنی ہیں۔

ابن اسحاق (85ھ ~ 150ھ) — مدینہ کا ٹاپ کلاس قصہ گو

ابن اسحاق کا یہودی دادا (یسار) جنگی قیدی بنا کر مدینہ لایا گیا تھا۔ اس کے باپ اور چچا کا پیشہ "قصہ گوئی" تھا، اور یہی پیشہ اس نے بھی اپنایا۔ جب مدینہ کے ائمہ (جیسے امام مالک) نے اسے بے تحاشہ جھوٹی کہانیاں سنانے پر سخت ٹوکا، تو یہ مصر، کوفہ اور پھر بغداد بھاگ گیا۔ اس کی کتاب اب ناپید ہے، لیکن اس کا نثری حصہ سیرت ابن ہشام میں شامل ہے۔ یہ شخص غزوۂ خیبر وغیرہ کے حالات یہودیوں کی نو مسلم اولادوں سے سن کر زبانی بیان کرتا تھا۔

ابن ہشام (متوفی 218ھ) مجہول راویوں کا سہارا

اس نے اپنی "سیرت ابن ہشام" ابن اسحاق کے طالب علم زیاد البقعی سے زبانی سن کر مرتب کی، جو زیادہ تر کوفہ میں رہتا تھا، لیکن اس زیاد البقعی کے بارے میں کوئی

تفصیلات نہیں جانتا۔ بعد میں اس کتاب کی داستانوں کو احمد بن محمد بن خالد البرقی نے منتقل کیا، جو اثنا عشری شیعہ کی مشہور کتاب "المحاسن" کا مصنف ہے۔

الواقدی (130ھ ~ 207ھ) متفقہ کذاب اور حدیث ساز

یہ بغداد میں بیٹھ کر تاریخ اور احادیث گھڑنے کے سینکڑوں مرکزی کرداروں میں سے ایک تھا۔ الواقدی نے بیس ہزار جعلی احادیث اور ہزاروں تاریخی قصے گھڑ رکھے تھے جو اس نے بغداد کے چسکے باز عوام کو سنائیں اور عوام نے مزے مزے لے کر سنیں۔ مسلم ائمہ نے اس کا جو عبرتناک پوسٹ مارٹم کیا ہے، وہ درج ذیل ہے:

- **شافعی:** "واقدی کی تمام کتابیں جھوٹی ہیں، وہ مدینہ کے سات بڑے حدیث گھڑنے والوں میں سے ایک تھا۔"
- **احمد بن حنبل:** "یہ جھوٹا ہے، روایات میں ردوبدل کرتا ہے۔"
- **النسائی:** "رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ گھڑنے والے دنیا میں چار بڑے کذاب تھے، جن میں سے ایک بغداد کا الواقدی تھا۔"
- **یحییٰ بن معین اور اسحاق بن راہویہ:** "وہ ضعیف ہے، کچھ بھی نہیں، بلکہ حدیث و کہانیاں گھڑنے والوں میں سے ہے۔"
- **الدارقطنی اور علی ابن المدینی:** "اس میں شدید کمزوری ہے اور وہ حدیث گھڑتا ہے۔"

اس کے باوجود ہولناک انکشاف یہ ہے کہ ابن حجر عسقلانی جیسے لوگ بھی لکھتے ہیں کہ "وہ ہمارے نزدیک جنگوں کی روایات میں مجبورا قابل قبول ہے!" یہ علمِ حدیث کے اصولوں کے ساتھ کھلا تضاد ہے۔

ابن سعد (168ھ ~ 230ھ) کاتب الواقدی

یہ کئی دہائیاں الواقدی کے ساتھ رہا اور اسی کی روایات لکھتا رہا، جس کی وجہ سے اسے "کاتب الواقدی" کا لقب ملا۔ اس کی لکھی ہوئی "طبقات الکبیر" کو ایک ہزار سال سے ہر نئے مؤرخ نے بغیر عقل استعمال کیے اندھا دھند نقل کیا ہے۔

ابن جریر الطبری (224ھ ~ 310ھ) تمام مشرقی اور مغربی مورخین اور مستشرقین کا محبوب

شمالی ایران سے تعلق رکھنے والے اس مؤرخ نے بغیر کسی نقد و تحقیق کے جمل، صفین اور کربلا کے قصے مشتبہ زبانی ذرائع سے بیان کیے۔ اسی لیے یہ مستشرقین اور

ملحدین کا محبوب بن گیا۔ اس نے اپنی چالیس جلدوں پر مشتمل تاریخ کے دیباچے (جلد اول، صفحہ 17) میں پہلے ہی اپنی ذمہ داری سے ہاتھ جھاڑتے ہوئے اعتراف کر لیا تھا:
"میں نے اس کتاب میں جو کچھ ذکر کیا ہے اس میں میرا اعتماد اپنی اطلاعات اور راویوں کے بیان پر رہا ہے نہ کہ عقل و فکر کے نتائج پر... اگر کسی کو میری خبروں میں کوئی چیز ناقابلِ فہم اور ناقابلِ قبول نظر آئے جس کی نہ کوئی تک بیٹھتی ہے نہ معنی، تو اسے جاننا چاہیے کہ میں نے یہ سب اپنی طرف سے نہیں لکھا، بلکہ اگلوں سے جو بات مجھے جس طرح پہنچی، میں نے اسی طرح آگے نقل کر دی ہے۔"
طبری کے اس اعترافِ جرم کے با وجو عقل سےپیدل مورخین خلیفہ بن خیاط، ابن قتیبہ، یعقوبی، بلاذری، ابن کثیر، ابن خلدون سے لے کر اکبر شاہ خان ، شبلی نعمانی اور صفی الرحمن مبارکپوری تک، تمام مشرقی اور تقریبا تمام مغربی مؤرخین اسی کے نقشِ قدم پر اندھے بن کر چلتے رہے اور کہانیاں سناتے رہے لیکن کئ ایسے بھی ھیں جو ان تاریخی کتب اور واقعات پر کڑی تنقید بھی کرتے رھے ھیں ۔

جدید مغربی اسکالرشپ کا کذاب راویوں پر انحصار

موجودہ دور کے نامور یورپیئن اور امریکن اسکالرز کی تمام تر تحقیقات کا دارومدار انہی قصہ گو راویوں، میلوں ٹھیلوں کے داستان گوئیوں اور کذابوں کے مواد پر ہے، جسے تنقیدی نظر سے دیکھنے پر ان کے نظریات کی حقیقت کھل کر سامنے آ جاتی ہے۔

جرمنی سے تعلق رکھنے والے نامور اسکالر **آلبرخت نوتھ (Albrecht Noth)** نے اپنی مشہورِ زمانہ کتاب *The Early Arabic Historical Tradition* میں تاریخِ طبری، کتاب الفتوح اور فتوح البلدان جیسے روایتی مآخذ کا سہارا لیا۔ وہ اپنے مآخذ کے تنقیدی جائزے میں یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہوا کہ ابتدائی مسلم مؤرخین نے تاریخ کو کسی معینی عینی شہادت یا سچائی کے طور پر ریکارڈ نہیں کیا، بلکہ مخصوص سیاسی اور فرقہ وارانہ موضوعات کے تحت مواد کو اکٹھا کیا تھا۔

اسی طرح امریکی اسکالر **لارنس کونراڈ (Lawrence Conrad)** نے اپنی تصنیف *The Western Medical Tradition* میں ابن ابی اصیبعہ اور ابن قتیبہ دینوری کے مواد کو بنیاد بنایا۔ مسلم مآخذ کو مشکوک سمجھتے ہوئے، اس نے اموی دور کے سماجی حالات اور طاعون جیسے وبائی امراض کی تاریخ مرتب کرنے کے لیے مسلمانوں کی روایات کے بجائے معاصر غیر مسلم شامی کتبات کا سہارا لینا زیادہ مناسب سمجھا۔

طریقہ کار (Methodology) کے ماہر **اسٹیفن ہمفریز (R. Stephen Humphreys)** نے اپنی گائیڈ کتاب *Islamic History: A Framework for Inquiry* میں ابن الاثیر، مقریزی اور ابن عساکر جیسے پیچیدہ عباسی و ایوبی مآخذ پر کام کیا۔ وہ دنیا بھر کے محققین کو یہ باور کرواتا ہے کہ اسلامی تاریخ کے ان مآخذ پر اندھا اعتماد کرنے کے بجائے ان پر سخت اور کڑے سوالات قائم کیے جائیں، کیونکہ یہ مواد اپنے اندر گہرے تضادات رکھتا ہے۔

دوسری طرف، **فریڈ ڈونر (Fred Donner)** نے اپنی کتب *Muhammad and the Believers* اور *The Early Islamic Conquests* میں واقدی اور ابن اسحاق کی روایات کو بنیاد بنا کر ایک انقلابی اور متنازع دعویٰ کر دیا۔ اس کا کہنا ہے کہ آغاز میں اسلام کوئی الگ مذہب نہیں بلکہ ایک "مشترکہ توحید پرست ایمانی تحریک" (Believers' Movement) تھا، جس میں نیک یہودی اور عیسائی بھی شامل تھے، جسے بعد میں اموی دور میں ایک الگ سیاسی اور مذہبی شناخت دی گئی۔

اموی دور کے ماہر **چیس رابنسن (Chase F. Robinson)** نے اپنی کتاب *Islamic Historiography* میں بلاذری کی انساب الاشراف اور اموی دور کی سرکاری مہروں کا تجزیہ کیا۔ وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ ابتدائی مسلم معاشرے میں سیرت، مغازی اور سوانح حیات لکھنے کا رواج اصل میں امویوں اور عباسیوں نے اپنے سیاسی مفادات اور بیوروکریٹک ڈھانچے کو جواز فراہم کرنے کے لیے باقاعدہ ایک اسکرپٹ کے تحت شروع کروایا تھا۔

ادبی تنقید کے ماہر **بوآز شوشان (Boaz Shoshan)** نے تو اپنی کتاب *Poetics of Islamic Historiography* میں تاریخِ طبری کے پرخچے اڑا دیے۔ اس نے طبری کے متن کو ایک تاریخی حقیقت ماننے سے صاف انکار کر دیا اور ثابت کیا کہ اسے محض ایک "ادبی کہانی" (Literary Text) کے طور پر دیکھا جانا چاہیے، جہاں مؤرخ اپنے خاص عباسی پس منظر اور فرقہ وارانہ جھکاؤ کے تحت کہانیوں کو خود ترتیب دے رہا تھا۔

اس پورے سلسلے میں سب سے انتہا پسند رخ **نظرِ ثانی پسند مکتبہ فکر (The Revisionist School)** کا ہے۔ اس کے بانی **جان وانزبرو** نے اپنی کتب *Quranic Studies* اور *The Sectarian Milieu* میں یہ دعویٰ کیا کہ اسلامی تاریخ کی روایتی داستانیں محض نجات کی مفروضہ تاریخ (Salvation History) ہیں اور روایتی مآخذ مکمل ناقابلِ اعتبار ہیں۔ اسی کی شاگرد **پیٹریشیا کرون** نے مائیکل کوک کے ساتھ مل کر *Hagarism* لکھی اور اپنی مستقل کتاب *Meccan Trade and the Rise of Islam* میں مکہ کی تجارتی اہمیت کے پورے روایتی تصور کو کڑی تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے روایتی تاریخ کو یکسر مسترد کر دیا۔

نظرِ ثانی پسند مکتبہ فکر (The Revisionist School) مکمل انکار

اس مکتبہ فکر کے بانی **جان وانزبرو** (*Quranic Studies*) اور ان کی شاگرد **پیٹریشیا کرون** (*Hagarism*) نے تو روایتی اسلامی تاریخ کی بنیادیں ہی ہلا دیں۔ پیٹریشیا کرون نے اپنی کتاب *Meccan Trade and the Rise of Islam* میں مکہ کی تجارتی اہمیت کے پورے روایتی تصور پر کڑی تنقید کی اور ثابت کیا کہ روایتی اسلامی تاریخ محض ایک سیاسی اسکرپٹ ہے اور حقائق سے عاری ھے ۔
یہ تمام شواہد ثابت کرتے ہیں کہ جب تک مسلمان طبری، واقدی اور ابن اسحاق جیسے کذابوں کی لکھی ہوئی متوازی اور قرآنی اصولوں کے متضاد تاریخ کو یکسر مسترد نہیں کرتے، مستشرقین نما مورخین اور ملحدین کے حملوں کا سلسلہ جاری رہے گا۔

(نوٹ : یہ میرے ایک انگریزی ریسرچ پیپر کا خلاصہ ھے اگر کسی صاحب کو پوری ریسرچ درکار ھو تو عربی ، فرنچ اور اردو ترجمہ بھی دستیاب ھے ۔ رابطہ کر سکتے ھیں ۔ ابوحیان سعید ۔)